اجنبی

استاد شہید مرتضیٰ مطہری
کی
داستانِ راستان
کی ایک کہانی

نام کتاب ــــــــــــ اجنبی

استاد شہید مرتضیٰ مطہری کی کتاب
"داستانِ راستان" کی ایک کہانی

پھر سے لکھنے والے ــــــــــــ م۔ وجدانی

مترجم ــــــــــــ محمود سروش

ناشر ــــــــــــ کلچر ہاؤس، اسلامی جمہوریہ ایران ۱۸ تلک مارگ نئی دہلی

سال اشاعت ــــــــــــ ۱۹۸۶ء

تعداد اشاعت ــــــــــــ ۲۰۰۰

خطاط ــــــــــــ گوہر عتیق صدیقی

مطبع ــــــــــــ الائیڈ انٹرپرائیزس - پہاڑی املی دہلی

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

پانی سے بھری مشک کاندھے پر ڈالی اور پنگھٹ سے چل پڑی۔ اس کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے مگر ان کی صفائی بتا رہی تھی کہ وہ شہر کی ایک کنگال مسلمان عورت ہے۔ اس کے بچے گھر میں اکیلے تھے۔ وہ گھر جلد پہنچنا چاہتی تھی۔ مگر مشک میں چھلکتا ہوا پانی اسے تیز چلنے نہ دیتا تھا۔ گھر تک پہنچنے کیلئے ابھی اسے لمبا راستہ طے کرنا تھا۔

ابھی اس عورت نے آدھا ہی راستہ طے کیا تھا کہ ایک انجان شخص آیا، مشک اس سے لے کر اپنے کندھے پر رکھ لی اور اس کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چل پڑا۔

عورت نے اطمینان کا سانس لیا اور اس اجنبی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خدا کا بھی شکر ادا کیا۔

۸

بچّوں کی آنکھیں دَرَوازے پر لگی ہوئی تھیں۔ دروازہ کھلا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی ماں کے ساتھ ایک انجان آدمی بھی گھر میں داخل ہو رہا ہے۔ اور پانی کی مشک اس اجنبی کے کندھے پر ہے۔ اجنبی نے مشک زمین پر رکھی اور عورت سے پوچھا:۔

"تمہارا گھر والا کہاں گیا ہے کہ تمھیں پانی بھرنے جانا پڑتا ہے"؟

"میرا شوہر ایک سپاہی تھا۔" اس عورت نے کہا۔ "اسلام کے خلیفہ حضرت علیؑ نے اس کو محاذ پر بھیجا تھا۔ پھر وہ وہاں سے نہیں آیا۔ ہمارے پاس اس کے مارے جانے کی خبر ہی لائی گئی۔ اور میں ان بچّوں کے ساتھ اکیلی رہ گئی ہوں۔ کوئی روٹی کمانے والا نہیں ہے۔"

اجنبی شخص نے پھر کچھ نہ پوچھا۔ صرف سر جھکا لیا اور خدا حافظ کہہ کر گھر سے نکل گیا۔ [1]

---

[1] یہاں معلوم ہونا چاہیئے کہ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ ہے۔ عورت کا شوہر مسلمانوں کے امام کے حکم اور اسلام کی خاطر جہاد کرنے گیا تھا جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے اس کی شہادت ہو گئی۔

وہ اجنبی سارا دن اس عورت اور اس کے بچّوں کی فکر میں رہا۔ گھر سے باہر نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی مگر اسے نیند نہ آئی۔ انہی لوگوں کی فکر اسے لگی رہی۔

دوسرے دن صبح وہ اپنے گھر سے اس طرح نکلا کہ اس کے کاندھے پر ایک تھیلا پڑا ہوا تھا۔ اس نے تھیلے میں آٹا، کھجوریں اور گوشت رکھ لیا تھا۔ اجنبی اس گھر کی طرف جا رہا تھا، جہاں وہ کل گیا تھا۔ عورت کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔

"کون ہے؟"

خدا کا وہی بندہ جو کل آپ کی مشک لے کر آیا تھا۔ بچّوں کیلئے کچھ روٹیاں اور کھانے کی کچھ چیزیں لایا ہوں۔"

عورت نے جواب دیا:

"خدا تجھ سے راضی ہو اور میرے اور علیؑ ابن ابی طالب کے درمیان انصاف کرے جس کی فوج میں داخل ہو کر میرے شوہر نے اپنی جان کھوئی۔"

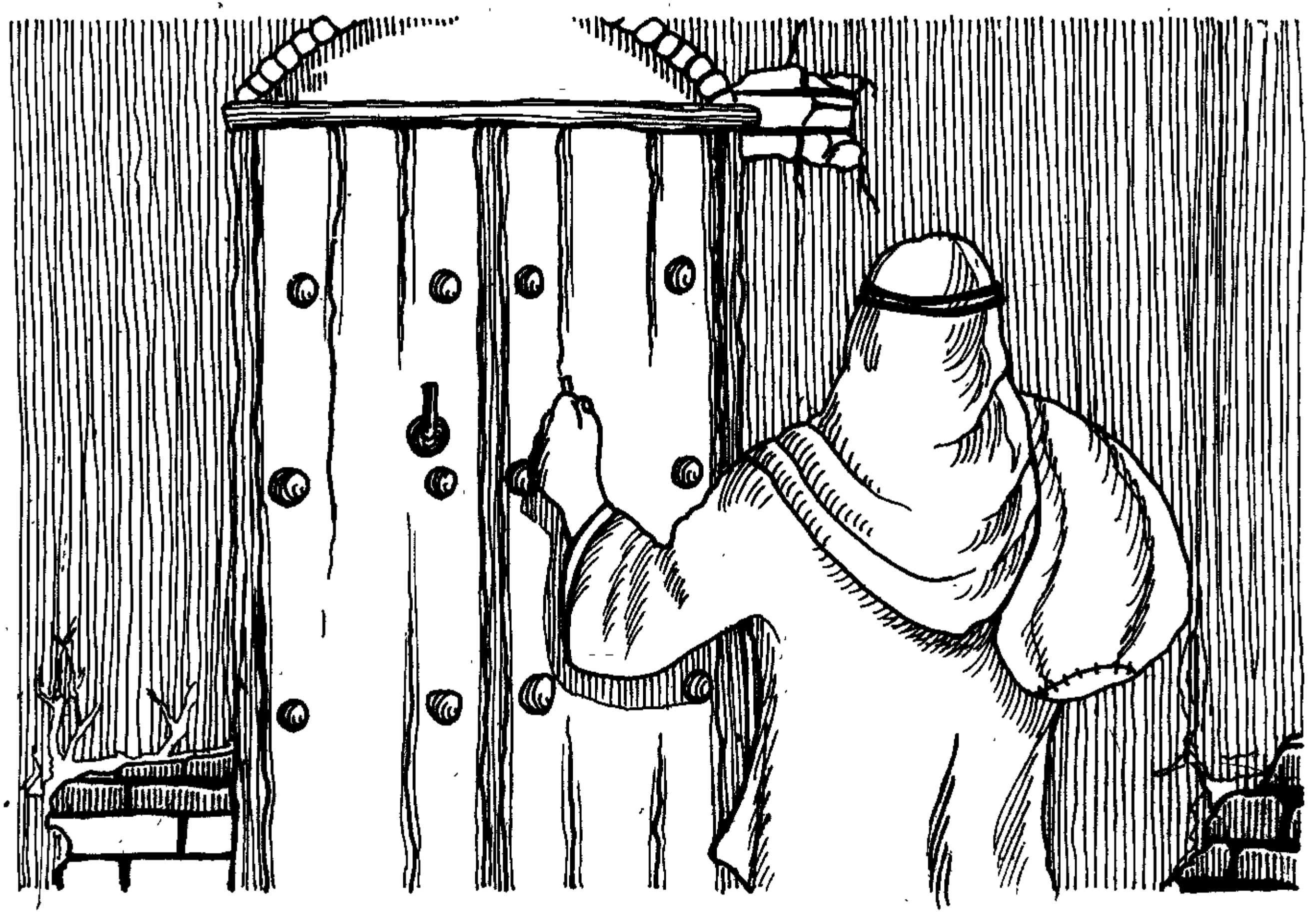

گھر کا دروازہ کھلا۔ اجنبی اندر داخل ہوا تھیلے کو زمین پر رکھا اور اس عورت سے کہا:

"چاہتا ہوں کہ کچھ کام میں بھی کروں۔ اگر اجازت دیجیے تو بچّوں کو میں بہلاؤں یا پھر آٹا گوندھ کر روٹی پکانا میرے ذمہ کر دیجیے۔"

"بہت اچھا لیکن آٹا گوندھ کر روٹی آپ سے بہتر میں پکا سکتی ہوں آپ بچّوں کو بہلا دیجیے۔"

عورت آٹا گوندھنے چلی گئی۔ اجنبی نے بچّوں کو گود میں لے لیا۔ کچھ روٹی اور کچھ کھجوریں جو ساتھ میں لایا تھا بچّوں کو کھلانے لگا۔ جب ان کے منہ میں نوالہ دیتا تو کہتا۔

"علی ابن ابی طالبؑ کو معاف کر دو اگر اس نے تمہارے معاملے میں کوئی سستی کی ہو۔"

جب آٹا گندھ گیا تو عورت نے آواز دی۔

"اے خدا کے بندے ذرا تندور میں آگ تو جلا دے، خدا تیرا بھلا کرے اور میرے اور علیؑ کے درمیان انصاف کرے۔"

اجنبی گیا اور تندور میں آگ جلائی۔ جب تندور خوب گرم ہو گیا تو اپنا چہرہ آگ کے قریب لے گیا اور کہا:

"لے اس آگ کی آنچ سہہ لے۔ یہ اسکی سزا ہے جو بیوہ عورتوں اور یتیم بچّوں کے حق میں کوتاہی کرتا ہے۔" [۱]

---

[۱] یہاں یہ جان لینا چاہیئے کہ شیعوں کے عقیدے کے مطابق، امام چونکہ اللہ کے پیغمبرؐ کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے وہ نہ تو کوئی غلطی کرتے ہیں اور نہ گناہ۔ وہ معصوم ہوتے ہیں حضرت علیؑ نے تندور کے سامنے جو کچھ کہا ہے۔ وہ انکا بڑا پن ہے اور اللہ کی بندگی میں انکے کمال کا ثبوت ہے ہمیں امامؑ کے قول و عمل سے سبق لینا چاہیئے کیوں کہ آپ، کو جیسے ہی حقیقت کا علم ہوا۔ آپ نے بغیر مانگے اس عورت کی مدد خود کی۔

آنچ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی۔ بچے روٹی اور کھجوریں کھانے میں لگے رہے۔ عورت آٹا گوندھتی رہی اور اجنبی شخص آنچ سہتا رہا۔ اتنے میں دروازہ کھلا، اور ایک پڑوسن گھر میں داخل ہوئی۔ اس نے اجنبی شخص کو فوراً پہچان لیا۔ وہ عورت کے پاس گئی اور کہا،

"اری تو جانتی بھی ہے کس سے کام لے رہی ہے۔؟"

"نہیں تو!"

"یہ مسلمانوں کے امیر حضرت علی ابن ابی طالبؓ ہیں۔"

عورت تھرا گئی۔ اس سے پہلے کہ امامؑ گھر سے باہر جائیں ان کے پاس پہنچی اور کانپتی ہوئی آواز میں کہا:

"میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔"

امامؑ اس وقت دروازے پر کھڑے تھے۔ فرمایا:

"نہیں میں تم سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نے تمہارے معاملے میں سستی کی"[1]

---

[1] یہاں امامؑ کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے جانتے بوجھتے کوتاہی کی بلکہ آپ کا مقصد اپنے نفس کو مارنا ہے کہ اس قسم کی کوتاہی بھی نہ کی جانی چاہیئے